13722 ـ قسطوں اورنقد میں علیحدہ قیمت مقرر کرني

سوال

کیا خریدار اگر نقد خریدنا چاہے تواس کي اور قیمت اور اگر قسطوں میں خریدنا چاہےتواس کي اور قیمت مقرر کي جاسکتي ہے؟ مثلا: یہ گاڑي نقد میں پچاس ہزار اور قسطوں میں ساٹھ ہزار کي ہے.

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

جب بائع یہ کہےکہ: یہ گاڑي نقد پچاس ہزار اور قسطوں میں ساٹھ ہزار کي ہے، تو اس مسئلہ کي دوصورتیں ہیں:

پہلي صورت:

بائع اور مشتري گاڑي کي قیمت اور ادائیگي کا طریقہ طے کرنے کےبعد جدا ہوں جائیں، تویہ بیع جائز ہے.

دوسري صورت:

قیمت پر متفق ہوئےبغیر ہي جدا ہو جائیں، تو یہ بیع حرام ہو گي اور صحیح نہیں.

امام بغوي رحمہ اللہ تعالي " شرح السنۃ " میں اس دوسري صورت کےمتعلق کہتےہیں:

اکثراہل علم کےہاں یہ فاسد ہےاس لیے کہ اس میں کوئي علم نہیں کہ دونوں میں سے کس بنیاد پر قیمت رکھي گئي ہے.اھ

اوربہت سےعلماء نے نبي کریم صلي اللہ علیہ وسلم کي ایک بیع میں دو بیع کي نہي کي یہي تفسیر اور شرح کي ہے.

ابوھریرہ رضي اللہ تعالي عنہ بیان کرتےہیں کہ: رسول کریم صلي اللہ علیہ وسلم نے ایک سودے میں دو سودے کرنےسے منع کیا ہے.

جامع ترمذي حدیث نمبر (1152) علامہ الباني رحمہ اللہ تعالي نے صحیح ترمذي (985) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

امام ترمذي رحمه الله تعالي كہتےہيں:

اہل علم كا عمل اسي پر ہے، اور بعض اہل علم نے اس كي تفسير كرتے ہوئےكہا ہےكہ: ايك بيع ميں دوبيع يہ ہے كہ كوئي يہ كہے: ميں نےيہ كپڑا نقد ميں آپ كو دس اور ادھار بيس ميں فروخت كيا، اور دونوں ميں سےايك بيع پر جدا ہو، لھذا جب وہ دونوں ميں سےايك پر جدا ہو اوركسي ايك پر سودا بھي طے ہوچكا ہو تواس ميں كوئي حرج نہيں. اھ

اور امام نسائي رحمہ اللہ تعالي سنن نسائي ميں كہتےہيں:

ايك بيع ميں دو بيع يہ ہےكہ: فروخت كرنے والا يہ كہے ميں نےيہ سامان آپ كو نقدسودرھم ميں اور ادھار دو سودرھم ميں فروخت كيا .

اور اما شوكاني رحمہ اللہ تعالي نيل الاوطار ميں كہتےہيں:

ايك بيع ميں دو بيع كي حرمت كي علت يہ ہےكہ ايك ہي چيز كودو قميتوں ميں فروخت كرنےكي صورت ميں قيمت كا عدم استقرار ہے. اھ.

مستقل فتوي كميٹي سے مندرجہ ذيل سوال كيا گيا:

ايك گاڑي نقد دس ہزار اور قسطوں ميں بارہ ہزار ميں فروخت كرنے كے متعلق آپ كي رائےكيا ہے؟

كميٹي كا جواب تھا:

جب كوئي شخص كسي دوسرے كو گاڑي نقد دس ہزار اور ادھار بارہ ہزار ميں فروخت كرے اور مجلس سے بغير كسي سودے پر متفق ہوئےبغير ہي اٹھ جائيں يعني نقد يا ادھار كي قيمت پر متفق ہوئےبغير ہي، تو يہ بيع جائز نہيں اور جہالت كي بنا پر كہ آيا نقد بيع ہوئي يا ادھار اس كا كوئي علم نہ ہونے كي بنا پر يہ بيع صحيح نہيں ہوگي.

اس پر بہت سےعلماء كرام نے نبي صلي اللہ عليہ وسلم كي ايك بيع ميں دو بيع كي نہي والي حديث سے استدلال كيا ہے، جسےامام احمد اور نسائي ترمذي نےروايت كيا اوراسےصحيح كہا ہے، اور اگر خريدنےاور فروخت كرنے والا مجلس سے اٹھ كرجدا ہونے سے قبل نقد يا ادھار ميں سےكسي ايك پر متفق ہوجائيں اور پھر جدا ہوں توقيمت اور اس كي حالت كي علم كي بنا پر صحيح اور جائز ہے. اھ

ديكھيں: فتاوي اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (13 / 192) .

اور ايك دوسرے سوال ميں ہےكہ:

جب فروخت کرنےوالا یہ کہےکہ: یہ سامان ادھار دس ریال میں اور نقد پانچ ریال میں ہے تواس کا حکم کیا ہوگا؟

کمیٹي کا جواب تھا:

جب واقعتا ایسا ہي جیسا سوال میں مذکور ہے توبیع جائز نہیں، اس لیے یہ ایك بیع میں دوبیع کي صورت بنتي ہے، اور نبي کریم صلي اللہ علیہ وسلم سے ایك بیع میں دو بیع کي نہي ثابت ہے، کیونکہ اس میں ایسي جہالت ہے جو اختلاف اور جھگڑے کاباعث بنےگي. اھ

دیکھیں: فتاوي اللجنة الدائمة للبحوث العلمیة والافتاء (13 / 197) .

اور فقہ اکیڈمي کي قرار ہے کہ:

جس طرح نقد اور معلوم مدت کي قسطوں والي بیع کي قیمت میں زیادتي جائزہےاسي طرح موجودہ اور ادھار کي قیمت میں بھي زیادتي جائز ہے، اور بیع اس وقت جائزنہ ہوگي جب تك دونوں فریق نقد یا ادھار کا فیصلہ نہ کرلیں، لھذا اگر بیع نقد اور ادھار کےمابین متردد ہو اور فریقین کا کسي ایك قیمت پر اتفاق نہ ہوا ہو تو یہ بیع شرعا ناجائزہوگي. اھ

واللہ اعلم .